اربابِ مدارس واساتذۂ کرام کے لئے

قیمتی نصائح

افادات

حضرت اقدس مولانا ابراہیم پانڈور صاحب دامت برکاتہم وعمت فیوضہم
خلیفہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ وخادمِ خاص فقیہ الامت
حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ

جمع وترتیب

محمد شوکت علی بھاگلپوری عفی عنہ
(شیخ الحدیث) دار العلوم سعادتِ دارین ستپون، بھروچ، گجرات

ناشر
مکتبہ محمودیہ، دار العلوم کوارٹرس ستپون، بھروچ، گجرات

Scanned by CamScanner

ارباب مدارس واساتذۂ کرام کے لئے

قیمتی نصائح

افادات

حضرت اقدس مولانا ابراہیم پانڈور صاحب دامت برکاتہم وعمت فیوضہم

خلیفہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ وخادمِ خاص فقیہ الامت

حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ

جمع وترتیب

محمد شوکت علی بھاگلپوری عفی عنہ

(شیخ الحدیث) دارالعلوم سعادت دارین ستپون، بھروچ، گجرات

ناشر

مکتبہ محمودیہ، دارالعلوم کوارٹرس ستپون، بھروچ گجرات

Scanned by CamScanner

تفصیلات

نام کتاب:	قیمتی نصائح
افادات:	حضرت اقدس مولانا ابراہیم پانڈورصاحب دامت برکاتہم
مرتب:	محمد شوکت علی بھاگلپوری (شیخ الحدیث دارالعلوم ستپون)
باہتمام:	مولانا محمد مشتاق صاحب ستپونی زید مجدہٗ (مہتمم دارالعلوم سعادت دارین ستپون، بھروچ، گجرات)
تعداد طبع:	دو ہزار (۲۰۰۰)
کمپیوزنگ وسیٹنگ:	محمد حسین بن آدم صالح فاضل دارالعلوم ستپون، بھروچ
تعداد صفحات:	۲۴
طبع اول:	جمادی الاول ۱۴۳۴ھ موافق اپریل ۲۰۱۳ء

ملنے کے پتے

(۱) مکتبہ فیض ابراہیم مدرسہ محمودیہ تعلیم القرآن بکھڈّ اسنہولہ بھاگلپور، بہار (حافظ شبیر صاحب)

(۲) مولانا عبدالرزاق مدرسہ سلیمانیہ سنہولہ ہاٹ، بھاگلپور، بہار۔ (۳) مکتبہ محمودیہ میرٹھ۔

(۴) دارالعلوم رحیمہ بانڈی پورہ کشمیر۔ (۵) ادارۂ صدیق ڈابھیل گجرات۔

(۶) مجلس علمی ڈابھیل۔ (۷) مکتبہ اسدیہ مدرسہ اسلامیہ لطیفیہ سردارشہر راجستھان۔

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مرتب

سیدی ومرشدی حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی نوراللہ مرقدہٗ کے مزاج سے واقفیت رکھنے والے حضرات اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت والا کی دلی خواہش ہوا کرتی تھی کہ مدارسِ اسلامیہ کے طلبہ، اساتذہ اور ذمہ داران دیانت وتقویٰ کی دولت سے متصف ہوں انکے دلوں میں اسلافِ کرام کی عظمت ہو، اُن کی زندگی اتباعِ سنت وشریعت، انابت الی اللہ، کثرتِ ذکر، دوامِ طاعت، فکرآخرت، احساسِ ذمہ داری، اشاعتِ دین کی لگن، باہمی اُنس ومحبت اور ایک دوسرے کی ہمدردی وخیرخواہی کے جذبے سے معمور ہو، ہر ایک فرد اپنے کارِ مفوضہ میں تندہی سے سرگرم عمل ہو، سب کے دلوں میں جوڑ اور ایک دوسرے کے جذبات کی قدر ہو، کسی کی دل آزاری اور غیر متعلق امور میں دخل اندازی کا مزاج نہ ہو، ایک دوسرے کے تعاون اور اتحاد واتفاق کا ماحول ہو، صالح معاشرہ کی تشکیل اور صحیح خدامِ دین تیار کرنا ہر ایک کے پیش نظر ہو، حضرتؒ کے خطبات وتحریرات، عمومی بیانات، خصوصی مجالس، اور ذاتی زندگی ہمیشہ اِن ہی چیزوں کی آئینہ دار ہوتیں، احباب ومتعلقین کو بھی اِسی طرز عمل کا خوگر بنانے کی بلکہ اِن خوبیوں کو گھول کر پلانے کی فکر فرمایا کرتے تھے، چنانچہ حضرت فقیہ الامتؒ کے اکابر خلفاء میں بحمدہ

تعالیٰ اِن تعلیمات واوصاف کا کھلے طور پر مشاہدہ کیا جا سکتا ہے، اور اُن میں سیدی ومرشدی حضرت اقدس مولانا ابراہیم پانڈور صاحب دامت برکاتہم کی تو شان ہی نرالی ہے، حضرت رحمۃ اللہ کے ساتھ سفر وحضر کی اُنیس سالہ طویل رفاقت وصحبت اور بے مثال خدمات کی برکت سے، آں محترم مفتیٔ اعظمؒ کے اوصاف وکمالات اور فکروں کا عکس جمیل، اور مکمل پرتو نظر آتے ہیں، (اللّٰھم زد فزد) اس لئے آنجناب کے مواعظ ومجالس میں بھی اپنے مخدوم ومحبوب کے فکروں کی جھلک نمایاں طور پر نظر آتی ہے، جس کا ادنی سا نمونہ ''قیمتی نصائح'' کا یہ مجموعہ ہے، جو حضرت والا نے دورۂ گجرات کے دوران دارالعلوم سعادت دارین ستپون بھروچ گجرات میں تشریف آوری کے موقع سے ارباب کمیٹی کی خواہش اور مہتمم جامعہ مکرمی حضرت مولانا محمد مشتاق صاحب ستپونی زید مجدہ کی درخواست پر مؤرخہ ۲۰ رشوال المکرم ۱۴۳۳ھ موافق ۸ رستمبر ۲۰۱۲ء بروز سنیچر سوا سات بجے صبح جامعہ ہذا کے دفتر اہتمام میں اساتذہ وذمہ داران کی مجلس میں ارشاد فرمائے، جن کو بندہ نے بروقت قلمبند کر کے، ترتیب وتہذیب کے بعد حضرت کی خدمت میں پیش کیا، حضرت والا نے چار پانچ بار ملاحظہ فرمایا، اور کچھ ترمیم واضافہ کے بعد فقیہ الامت نور اللہ مرقدہٗ کے اکابر خلفاء: حضرت مفتی ابو القاسم صاحب نعمانی، حضرت مفتی محمد فاروق صاحب میرٹھی، حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری، حضرت مولانا محمد رحمت اللہ صاحب بانڈی پورہ وغیرہم (دامت برکاتہم، وعمت فیوضہم، وزیدت معالیہم) کی خدمت میں برائے ملاحظہ

Scanned by CamScanner

واصلاح پیش فرما کر اطمینان حاصل کیا، سب نے بے حد پسند فرما کر مفید مشوروں اور حوصلہ افزاء کلمات سے نوازا، بلکہ محسنی و مشفقی سیدی حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم (صدر مفتی وشیخ الحدیث جامعہ تعلیم الدین، ڈابھیل) نے تو اس کی اشاعت کی خاص تاکید فرمائی، اور اشاعت میں تاخیر کی بنا پر ناچیز سے تعجب آمیز لہجہ میں فرمایا: ابھی تک چھپوایا نہیں؟ اب تک تو چھپ کر عام ہو جانا چاہئے تھا، اس لئے امتثالاً للامر افادۂ عام کی خاطر "قیمتی نصائح" کا یہ مجموعہ آپ کی خدمت میں پیش ہیں، ان شاء اللہ اِن نصائح پر عمل سے اربابِ مدارس (منتظمین) اور اساتذہ کا باہمی اعتماد بڑھے گا، اور مدارس کا ماحول خوشگوار ہوگا، امید ہے کہ فروگزاشت کو معاف فرما کر اپنی دعواتِ صالحہ سے نوازیں گے، حق تعالیٰ شانہٗ کا فضل وکرم ہے کہ اُس نے اِس ذرۂ بے مقدار کو اِس خدمت کی توفیق بخشی، مولائے کریم آئندہ بھی قبولیت کے ساتھ دینی کاموں اور اپنے نیک بندوں سے وابستہ رکھے، اور تمام معاونین ومحسنین کو دونوں جہاں میں بہترین بدلہ نصیب فرمائے۔ **آمین برحمتک یا ارحم الراحمین بحرمتک حبیبک سید المرسلین ﷺ وعلی الہ واصحابہ اجمعین.**

خاکپائے اکابر: محمد شوکت علی بھاگلپوری عفی عنہ
خادم حدیث دار العلوم سعادت دارین ستپون، بھروچ گجرات
۱۶ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ موافق ۲۷ فروری ۲۰۱۳ء، بدھ
موبائل نمبر: 09427143140

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم .امابعد !

ارشاد:(۱) حق تعالیٰ کا شکرادا کرنا چاہئے کہ اس نے ہمیں علم دین کی خدمت میں لگایا اور اپنی ذمہ داری کا احساس کرنا چاہئے ،احساسِ ذمہ داری کے ساتھ کام کریں گے تو کام میں برکت ہوگی ،ایک ہے ڈیوٹی اور ایک ہے ذمہ داری ،دونوں میں فرق ہے: ڈیوٹی میں صرف مقررہ وقت لگاتے ہیں ،وقت ختم ہوا تو کام سے کوئی مطلب نہیں رہتا ،اور ذمہ داری میں وقت نہیں دیکھتے کام کی فکر رہتی ہے ،جن لوگوں کو ذمہ داری کا احساس ہوتا ہے ،وہ ہر وقت فائدہ پہنچانے کی فکر میں رہتے ہیں ،وہ ہمیشہ کام کی دھن میں لگے رہتے ہیں۔

ارشاد:(۲) حضرت (فقیہ الامت رحمہ اللہ) فرماتے تھے کہ مدارس کے حالات دیکھ کر یہ لگتا ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگوں کو سلام کیا جائے گا تو وہ کہیں گے کہ پیسہ دو تو سلام کا جواب دوں گا ،ورنہ نہیں (مقصد یہ کہ ہر چیز میں معاوضہ پر نظر رہنے لگے گی ، جو اہل علم کی شان نہیں ،یہ مقصد بھی ہوسکتا ہے کہ مدارس سے سلام اور باہمی ہمدردی کا ماحول ختم ہوتا جارہا ہے ،اس کو عام کرنے کی فکر کرنی چاہئے۔ واللہ اعلم)

ارشاد:(۳) مدرسہ سے وابستہ ہر فرد کو چاہئے کہ وہ ہمیشہ مدرسہ کے مفاد کو ذاتی مفاد سے مقدم رکھے ،اپنی ذات کو نہ دیکھے ،ذات کا کیا بھروسہ؟ آج ہے کل نہ ہو ،مدرسہ تو دائمی چیز ہے ،یہ ہمیشہ باقی رہنے والی چیز ہے ،مدرسہ کے مفاد کی رعایت کریں گے تو مدرسہ ترقی کریگا اور سب کی نیک نامی ہوگی۔

ارشاد:(۴) ہمیں کچھ کام دین کے لئے بھی کرنا چاہئے ،سب کام دنیا ہی کے

Scanned by CamScanner

لئے نہیں کرنا چاہئے ،حضرت (فقیہ الامت ؒ) کے والد تھے حضرت مولانا حامد صاحب ؒ، حضرت شیخ الہند کے شاگرد تھے ،حضرت شیخ الہند ؒ نے اُن کو نہٹور (ضلع بجنور کا ایک قصبہ) بھیجا تھا پڑھانے کیلئے ، وہ وہیں کے ہوکر رہے ،زندگی بھر وہیں رہے ،کہیں نہیں گئے وہاں سے ،معمولی تنخواہ پر کام کرتے رہے ،وہ جس مسجد میں نماز پڑھتے تھے ،وہاں کے امام صاحب کا انتقال ہوگیا ،تو نماز پڑھانے لگے ،ذمہ داروں نے سوچا کہ اِنہی کو امام بنالیا جائے ،چنانچہ سب نے اُن کو امام مقرر کرکے تنخواہ طے کردی ،اُن کو پتہ چلا تو کسی اور مسجد میں جاکر نماز پڑھنے لگے ،لوگوں نے بہت چاہا مگر تنخواہ لینا بالکل قبول نہیں فرمایا ، لوگوں نے حضرت مفتی صاحب ؒ کو بیچ میں ڈالنا چاہا ،حضرت ؒ نے اپنے والد صاحب سے عرض کیا : کہ نماز تو آپ پڑھاتے ہی ہیں ،امام بنادیا تو اِس میں حرج کیا ہے؟ قبول کرلیجئے ! مگر نہیں مانے اور ایک سرد آہ کھینچ کر درد بھری آواز سے فرمایا : کہ پوری زندگی علم بیچ بیچ کر پیٹ پالا ایک نماز اللہ کیلئے رہ گئی تھی وہ بھی پیسوں کی بن جائے گی !!؟

ارشاد :(۵) ابھی مدرسہ کا تعلیمی سال شروع ہوا ہے سال کے شروع میں ہم سب مل بیٹھ کر جائزہ لیں کہ پچھلے سال ہم لوگوں سے کیا کیا بھول چوک اور کوتاہیاں ہوئیں جن کی طرف ہماری توجہ نہ ہوسکی ،ان کوتاہیوں کو سوچ سوچ کر باہمی مذاکرہ کے ذریعہ سامنے لائیں اور شروع سال ہی سے اُن سب خرابیوں کی اصلاح کی کوشش شروع کردیں ،(ان شاء اللہ) نظام صحیح ہوجائے گا۔

ارشاد :(۶) میرا بہت سے مدرسوں میں جانا ہوتا ہے ،وہاں معلوم کرتا ہوں کہ

Scanned by CamScanner

مدرسہ کا کیا حال ہے تو اکثر جگہ جواب ملتا ہے کہ ماشاء اللہ ہمارے یہاں کا ماحول بہت اچھا ہے، تعلیم وتربیت دونوں پر پورا دھیان دیا جاتا ہے، اُن سے پوچھتا ہوں کہ تعلیم وتربیت سے کیا مراد ہے؟ تو کہتے ہیں کہ تعلیم سے مراد یہ ہے کہ نصاب بہت اچھا ہے، اُس کو پورا کرنے کا بڑا اہتمام ہے، اس کے بارے میں زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہوتی، کیونکہ نصاب تو بزرگوں کا بنایا ہوا ہے، اور ہر جگہ تقریباً ایک جیسا ہی ہوتا ہے، اور تربیت کے بارے میں کہتے ہیں کہ: تربیت سے مراد یہ ہے کہ اساتذہ وطلبہ میں گھنٹے کی پابندی کا مزاج ہے، طلبہ تعلیمی اوقات میں اِدھر اُدھر نہیں پھرتے، نماز باجماعت کا اہتمام ہے، فجر اور ظہر کے وقت نمازوں کے لئے طلبہ کو اٹھانے کا اہتمام ہے، طلبہ وقت پر مسجد پہنچ جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ، اِس کو لوگ تربیت کہتے ہیں! حالانکہ یہ تو مدرسہ کا نظام ہے یہ تربیت نہیں، تربیت کا حاصل ہے نبی کریم ﷺ کا ذہن طلبہ میں منتقل کرنا، نبی کریم ﷺ جو مزاج وسوچ لیکر آئے ہیں اور صحابۂ کرامؓ میں جو مزاج منتقل فرمایا ہے، وہی مزاج اور سوچ طلبہ میں پیدا کرنا، یہ حاصل ہے تربیت کا۔

ارشاد: (۷) باہمی مشورہ سے کام آسان ہوتا ہے، ساتھیوں کا اعتماد بحال رہتا ہے، دلوں میں محبت اور جوڑ پیدا ہوتا ہے، مل جل کر کام کرنے کا ماحول بنتا ہے، ورنہ بد اعتمادی پھیلتی ہے، اور اختلاف وانتشار ہوتا ہے، حضرت (فقیہ الامتؒ) فرماتے تھے کہ (مدارس کے حالات دیکھ کر) ایسا لگتا ہے کہ علماء میں سے جوڑ کر کام کرنے کی صلاحیت ختم

Scanned by CamScanner

ہو گئی ہے، حضرت نبی اکرم ﷺ کو صاحب وحی ہونے کے باوجود صحابۂ کرام سے مشورہ کا حکم دیا گیا، حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے ''وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ '' (آل عمران:۱۵۹) (اور ان سے اہم کاموں میں مشورہ لیتے رہا کیجئے) اور دوسری جگہ ہے ''وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ '' (الشوریٰ:۳۸) (اور ان کے کام آپس کے مشورے سے طے ہوتے ہیں) اِس حکم الٰہی کا نبیٔ اکرم ﷺ بڑا اہتمام فرمایا کرتے تھے، صحابۂ کرامؓ کے یہاں بھی مشورہ کی بڑی اہمیت تھی، ہمیں سر جوڑ کر کام کرنا چاہئے، آپسی مشاورت کا اہتمام کرنا چاہئے، تاکہ ہماری صلاحیت انسانیت کی تعمیر وترقی میں صرف ہو، اور مشورہ کی حقیقت یہ ہے کہ سب ساتھیوں سے رائے لی جائے، سب سے پوچھا جائے، اور سب لوگ ادارے کے مفاد میں رائے دیں، غور وفکر کے بعد جس میں ادارے کا فائدہ نظر آئے وہی مشورہ دیں، اپنی ذات کا فائدہ نہ دیکھیں، پھر مشورہ کا صدر یا امیر سب کی بات سن کر اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اپنے مفاد میں نہیں مدرسہ کے مفاد میں صحیح فیصلہ کرے، ایسا نہ ہو کہ پہلے سے ایک بات طے کر لی ہو کہ یہ فیصلہ کرنا ہے، اس طرح کرنے سے بداعتمادی پھیلے گی، اب جو فیصلہ ہو جائے سب لوگ کھلے دل سے اُس کو مان لیں، اور اُسی کے مطابق عمل شروع کر دیں، اور اِس کا خیال رکھیں کہ ہمارا کام ہے رائے دینا اور ذمہ دار کا کام ہے فیصلہ کرنا، اگر فیصلہ اپنی رائے کے خلاف ہو تو برا نہ مانیں، بلکہ یہ سوچیں کہ اچھا ہوا کے لوگ میرے شر سے بچ گئے، باہر کسی کو معلوم نہ ہونے پائے کہ مجلس میں کیا کیا باتیں ہوئیں، باہر تو صرف یہ خبر جائے کہ یہ فیصلہ ہوا ہے، اِس کے مطابق عمل کرنا ہے، حضرت (فقیہ الامتؒ) فرمایا کرتے تھے کہ: مجھے مشورہ دینے سے بہت ڈر لگتا ہے میں چاہتا ہوں کہ کوئی مجھ سے

مشورہ نہ مانگے، کسی اور سے مشورہ کرلے، لیکن جب کوئی اصرار کرتا ہے تو پھر میں سوچتا ہوں کہ اِس کی جگہ میں ہوتا تو کیا کرتا، وہی کرنے کا مشورہ اس کو دیتا ہوں، اور دل سے دعائیں کرتا رہتا ہوں کہ اے اللہ اِس مشورہ میں اس کے لئے خیر مقدر فرمادے، اگر میرے مشورہ پر عمل کرنے سے فائدہ پہنچے تو میں خوش نہیں ہوتا بلکہ اِس کو اللہ کا فضل تصور کرتا ہوں، پھر اگر میرے مشورہ پر عمل کرنے کے بجائے کسی اور کے مشورہ پر یا اپنی رائے پر عمل کرے تو اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ وہ میرے شر سے محفوظ ہوگیا، اور اگر اُس کی وجہ سے اُس کا کوئی نقصان ہوجاتا ہے تو مجھے بڑا افسوس ہوتا ہے، میں بے چین ہوجاتا ہوں کہ بیچارے کا نقصان ہوگیا، پھر اگر وہ دوبارہ مجھ سے مشورہ طلب کرنے آتا ہے، تو میں اُس کو ڈانٹ ڈپٹ کر بھگاتا نہیں ہوں، بلکہ یہ سوچتا ہوں کہ میں اِس کی جگہ ہوتا اور غلطی کرتا تو کیا کرتا، اُسی کے مطابق اُس کو دوبارہ خیرخواہانہ مشورہ دیتا ہوں، (الغرض! حضرت فقیہ الامت ؒ کی نظر ہمیشہ احادیث مبارکہ پر رہتی تھی اور حتی الامکان حدیث پر عمل کرنے کا اہتمام فرماتے تھے، غور کیجئے! کہ اِس جگہ احادیث مبارکہ:

''لا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ'' (بخاری عن انس: ۱/۶ رقم: ۱۳)

(ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص کامل مومن نہیں ہوگا، یہاں تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے اُسی جیسی چیز پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔)

اور ''اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ'' (ابوداؤد: ۲/۶۹۹ رقم ۵۱۱۹، ترمذی: ۲/۶۰ رقم: ۲۳۶۹)

(ترجمہ: جن سے مشورہ کیا جاتا ہے، وہ امانت دار ہوتا ہے، اُسے وہی مشورہ دینا چاہئے، جس میں مشورہ لینے والے کا فائدہ نظر آئے، مصلحت کے خلاف مشورہ دینا خیانت ہے۔)

Scanned by CamScanner

اور ''اَلدِّیْنُ اَلنَّصِیْحَۃُ الخ'' (بخاری فی ترجمۃ الباب:١/١٣، مسلم:١/٥٤رقم:٩٥)
(ترجمہ: دین بھلائی چاہنے اور ہمدردی کرنے کا نام ہے) وغیرہ پر عمل کا کس قدر اہتمام ہے، پھر حضرت والا (صاحب ملفوظات) نے فرمایا: کہ اگر ہم لوگ بھی احادیث مبارکہ پر عمل کا اہتمام کرنے لگیں تو کبھی آپسی جھگڑا نہ ہو، اختلاف وانتشار کی کبھی نوبت نہ آئے، غیبت، چغلی اور بدظنی سے حفاظت ہوجائے، (مولائے کریم ہم سب کو عمل کی توفیق عطاء فرمائے، آمین)۔

ارشاد: (٨) مدرسہ میں طلبہ کے لئے کوئی فیصلہ (قانون) نافذ کرنا ہو تو اولاً باہمی مذاکرہ ومشاورت کے ذریعہ تمام اساتذۂ کرام کو اعتماد میں لیں، جب اساتذہ مطمئن ہوجائیں، تو پھر جملہ اساتذۂ کرام شفقت ومحبت کے ساتھ پہلے طلبہ کا مزاج بنائیں، ہر استاد درسگاہ کے اندر سبق کے شروع میں یا اخیر میں پانچ منٹ کا وقت نکال کر طلبہ کو سمجھائیں گے، تو طلبہ اس نئے قانون کو خوشی خوشی قبول کرلیں گے، وجہ اِس کی یہ ہے کہ بہت سے فیصلے (قوانین) مزاج کے خلاف ہوتے ہیں، جنہیں قبول کرنا طلبہ کے لئے بھاری پڑتا ہے اور ہر طالب علم کو ہر استاذ سے مناسبت نہیں ہوتی، کسی کو کسی استاذ سے مناسبت ہوتی ہے، کسی کو کسی اور استاذ سے، تو جب تمام اساتذہ طلبہ کو سمجھائیں گے اور قبول کرنے کا مزاج بنائیں گے، تو طلبہ آسانی سے اس نئے قانون کو قبول کرلیں گے اور کسی قسم کا انتشار وخلفشار نہ ہوگا۔

ارشاد: (٩) اساتذہ میں باہمی اتحاد واتفاق ضروری ہے، اس کی کوشش ہونی چاہئے کہ کسی کی ذات سے کسی کو رنجش نہ ہو، تکلیف نہ پہنچے، اس کے بغیر ادارے کو ترقی

Scanned by CamScanner

نہیں ہوگی، نبی کریم ﷺ کی تعلیمات ہمارے پاس ہیں، اُن تعلیمات پر عمل کرنے کی بدولت صحابۂ کرام میں اتفاق ہوگیا تھا، اُن کی برسوں پرانی لڑائیاں ختم ہوگئیں تھیں، تو ہم میں کیوں اتفاق نہیں ہوسکتا، یاد رکھئے ہمارے اتحاد و اتفاق کا اثر طلبہ پر پڑے گا، اور وہ بھی اتحاد و اتفاق سے رہنے کا طریقہ اختیار کریں گے، ہم نبوی تعلیمات کے پابند رہیں گے تو ہمارے چھوٹے بھی پابند رہیں گے، ہمارے اکابر کا یہی طریقہ تھا، اُن کے دلوں میں طلبہ کی بڑی ہمدردی تھی۔

ارشاد: (۱۰) اساتذۂ کرام طلبہ کو اپنے اوپر بانٹ کر تربیت کی فکر کریں تو آسانی سے سب کی تربیت ہوجائے، مثلاً مدرسے میں سو بچے اور پانچ اساتذہ ہیں تو ہر استاذ کے حصہ میں بیس بیس بچے آئیں گے، سب اپنے اپنے حصہ کے بچوں کی تربیت کی فکر کریں گے تو تربیت آسان ہوجائے گی، ایک آدمی کے لئے سب کی فکر مشکل ہے، طلبہ کے ذاتی حالات پر بھی نظر رکھنے کی ضرورت ہے، بچے مختلف وجوہات سے ذہنی پریشانی کے شکار ہوتے ہیں، کسی کے معاشی حالات اچھے نہیں ہوتے، کسی کے ذہن پر والدین کے گھریلو جھگڑے کا اثر ہوتا ہے، کسی کو طلبہ ستاتے ہیں، کوئی اساتذہ کے زدوکوب یا ان کے کوستے رہنے سے پریشان ہوتا ہے، کسی کو اور کوئی پریشانی ہوتی ہے، ایسے بچوں کی پریشانی دور کرنے کی فکر ہونی چاہئے، اُن کی ضرورت معلوم کرکے اہتمام سے بھی باتیں کی جاسکتی ہیں، اہتمام کو بھی چاہئے کہ ایسے بچوں کی پریشانی کا کوئی حل نکالیں۔

ارشاد: (۱۱) اکابر کے یہاں مدارس میں چھٹیاں بزرگوں کی خدمت میں حاضری

اور اُن کی صحبت میں رہ کر اپنی اصلاح کرانے کے لئے ہوا کرتی تھیں، اس لئے چھٹی بہت سوچ سمجھ کر دی جاتی تھی، چالیس دن کی چھٹی ہوتی تھی، پورا رمضان اور اُس سے پہلے اور بعد میں پانچ پانچ دن، اُن چھٹیوں میں طلبہ واساتذہ بزرگانِ دین کی خدمت میں اصلاح وتزکیہ کی خاطر چلّہ لگاتے تھے، بقیہ ضروریات دوسری چھٹیوں مثلاً عیدالاضحیٰ وغیرہ کی چھٹیوں میں پوری کرتے تھے، اُن کے یہاں چھٹی کوئی خوشی منانے کی چیز نہیں ہوتی تھی، آج تو چھٹیوں پر خوشی منائی جاتی ہے، بلکہ معمولی معمولی بہانے سے چھٹی کا مطالبہ ہوتا ہے، یہ اچھی بات نہیں ہے، یہ امانت کے خلاف ہے، مجبوری کی بات الگ ہے، نفس کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

ارشاد: (۱۲) معمولات کی پابندی ترقی کا زینہ ہے، ذکر کے اہتمام سے کام میں برکت ہوتی ہے، یہ سوچنا کہ درس وتدریس اور مدارس کی دیگر مشغولی کے ساتھ معمولات پورے نہیں ہو پاتے، ذکر وفکر اور اصلاح نفس کا وقت نہیں ملتا یہ نفس کا دھوکہ ہے، ہمت کر کے معمولات پورے کرنے چاہئے، ایک جوان لڑکا تھا اُس کے دل میں روزی کمانے کا شوق پیدا ہوا، وہ جنگلات کے محکمے میں گیا، افسر سے ملا، وہاں اُس کو درخت کاٹنے کی نوکری مل گئی، اُس نے خوب محنت کی، پہلے دن بیس درخت کاٹے، افسر اُس کا کام دیکھ کر خوش ہوگیا، دوسرے دن بھی خوب محنت کی، مگر اٹھارہ ہی درخت کاٹ سکا، پھر ہر دن تعداد گھٹتی رہی، یہاں تک کہ روزانہ صرف دو درخت کاٹ پاتا، افسر نے اُس سے پوچھا کہ بھئی یہ کیا بات ہے، پہلے دن بھر میں زیادہ درخت کاٹتے تھے اب دو ہی کاٹتے ہو؟ اُس نے

Scanned by CamScanner

جواب دیا کہ صاحب! میں نے محنت میں کوئی کمی نہیں کی، جتنی محنت پہلے کرتا تھا اتنی محنت اب بھی کرتا ہوں، جتنا وقت پہلے دیتا تھا اتنا ہی وقت اب بھی لگاتا ہوں، ذرہ برابر کوتاہی نہیں کرتا، مگر اتنی ساری محنت کے باوجود پتہ نہیں کیوں صرف دو ہی درخت کاٹ پاتا ہوں، اُس کی باتیں سن کر افسر نے کہا: کہ درخت کس چیز سے کاٹتے ہو؟ اُس نے بتایا کہ کلہاڑی سے، افسر نے کہا: اچھا ذرا مجھے وہ کلہاڑی دکھاؤ! لڑکا کلہاڑی لے کر آیا، افسر نے دیکھا تو وہ بالکل کند ہو چکی تھی، اُس کی دھار ختم ہو چکی تھی، افسر نے کہا: صحیح ہے تمہارا کوئی قصور نہیں، کلہاڑی کا قصور ہے، اِس میں دھار زیادہ تھی تو درخت زیادہ کٹتے تھے، دھار کم ہوگئی تو درخت کم کٹے، اور دھار بالکل کند ہوگئی تو اب دن بھر میں دو ہی درخت کٹتے ہیں، جاؤ دھار لگوالو! چنانچہ جب دھار تیز کروالی تو پھر بیس درخت کاٹے، تو جس طرح درخت کاٹتے کاٹتے کلہاڑی کی دھار کند ہو جاتی ہے، روزانہ دھار دیتے رہیں تو دھار ٹھیک رہتی ہے، بس اِسی طرح کام کرتے کرتے ماحول کے اثرات سے دل کی دھار متأثر ہو جاتی ہے، اِس کی نورانیت میں کمی آتی ہے، ذکر وفکر اور معمولات کی پابندی کے ذریعہ دل کی دھار تیز کرتے رہنے کی ضرورت ہے معمولات کی پابندی کی فکر کرنی چاہئے، معمولات میں کوتاہی اور بے توجہی ہوگی تو کام میں سستی آئے گی اور کام کی برکت اٹھ جائے گی، اس لئے معمولات کی پابندی کا بے حد اہتمام کرنے کی ضرورت ہے، حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم اِس کی بہت ہی اچھی مثال دیتے ہیں: کہ جب کسی کی شادی ہوتی ہے، تو بیوی شروع شروع میں اپنے شوہر کی طرف پوری توجہ کرتی ہے، ہر وقت اُس کا خیال رکھتی ہے، اُس کو خوش

Scanned by CamScanner

رکھنے کی فکر میں لگی رہتی ہے، مگر جب بچہ پیدا ہوجاتا ہے، تو بیوی کی زیادہ توجہ بچے کی طرف ہوجاتی ہے، شوہر کی طرف توجہ کم ہوجاتی ہے، پھر جب دوسرا بچہ پیدا ہوتا ہے تو شوہر کی طرف توجہ بالکل ہی کم ہوجاتی ہے، اب شوہر بیوی سے کہتا ہے کہ میری طرف توجہ ہی نہیں کرتی، کیا بات ہے؟ بیوی کہتی ہے کہ بچے بھی تو آپ ہی کے ہیں اِن سے فرصت نہیں ملتی کیا کروں؟ تو شوہر کہے گا کہ سب سہی مگر کچھ توجہ میری طرف بھی تو چاہئے، میرے بھی تو کچھ تقاضے ہیں، تو دیکھئے بچوں کی خدمت وتربیت شوہر ہی کی وجہ سے ہے، اِس کے باوجود شوہر کو بیوی کی بے توجہی گوارہ نہیں ہے، بس اِسی طرح سمجھنا چاہئے کہ درس وتدریس اللہ ہی کے لئے ہے، مگر کچھ توجہ خالص اللہ تعالیٰ شانہٗ کی ذات کیلئے بھی ہونی چاہئے، اس لئے درس وتدریس کے ساتھ ذکر وفکر اور معمولات کے اہتمام کی بھی ضرورت ہے۔

ارشاد: (۱۳) اساتذۂ کرام کو اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو اپنا مخلص دوست بنانا چاہئے، جو کوتاہیوں کی نشان دہی کردیا کرے، یہ دوستی خالص دین کے لئے ہو، دوست سے کہہ دے کہ بھائی مجھ میں کوئی خرابی نظر آئے تو مجھے متنبہ کردیا کرو تاکہ میں اس خرابی کی اصلاح کرسکوں، بعض خرابی ایسی ہوتی ہے کہ دوسرے کے بتائے بغیر اُدھر توجہ نہیں ہو پاتی، اور وہ دوست کوئی خرابی بیان کرے تو ہمیں خوشی ہو، یہ نہ ہو کہ خوبی بیان کرے تو خوشی ہو اور خرابی بیان کرے تو برا لگے۔

ارشاد: (۱۴) اساتذۂ کرام کی خوبیاں دیکھنی چاہئے اور اُس کو سراہنا چاہئے، اُن کے عیوب کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہئے، اِس سے محبت والا ماحول پیدا ہوگا، ورنہ

Scanned by CamScanner

انتشار ہوگا اور بداعتمادی پھیلے گی۔

ارشاد:(۱۵) حضرت (فقیہ الامتؒ) فرماتے تھے کہ ہمیشہ اپنے جیسے کام کرنے والے افراد تیار کرنے کی فکر کرنا چاہئے تاکہ کام آگے بڑھتا رہے، محنت ولگن کے ساتھ زیادہ سے زیادہ محدّث، مفسر اور فقیہ پیدا کرنا چاہئے، تاکہ دین کی گاڑی صحیح راستے پر چلتی رہے، اکابر کے یہاں افراد سازی کا بڑا اہتمام ہوا کرتا تھا، اپنے اکابر کے یہاں اِس کے بے شمار نمونے موجود ہیں، آپ جس بزرگ کو دیکھیں گے، اُن میں یہ فکر نظر آئے گی کہ وہ اپنے بعد کے لئے کام کے افراد تیار کرتے تھے، حضرت نانوتویؒ، حضرت گنگوہیؒ، حضرت شیخ الہندؒ، حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ، حضرت شیخ الاسلامؒ، حضرت شیخ محمد زکریاؒ صاحب وغیرہؒ سب کا یہی حال تھا اور ہمارے حضرتؒ کا بھی یہی حال تھا، کام کے کتنے ہی افراد تیار کئے، وہ سب کے سب اپنی اپنی جگہ کام میں لگے ہوئے ہیں، حضرتؒ فرماتے تھے کہ اگر مجھ سے قیامت میں حق تعالیٰ شانہ پوچھیں گے کہ کیا لائے؟ تو کہہ دوں گا کہ ابرار اور صدیق کو لایا ہوں!۔

ارشاد:(۱۶) آج کل عموماً مدارس میں اساتذہ اور اربابِ انتظام کے مابین ربط وتعلق کی کمی اور بے اعتمادی کا ماحول دیکھنے اور سننے میں آتا ہے، اس کی وجہ جہاں خوفِ خدا اور فکرِ آخرت کی کمی ہوسکتی ہے، وہیں اِس کی ایک بڑی وجہ باہمی مشاورت کے ذریعہ تقسیمِ کار کا فقدان بھی سمجھ میں آتا ہے، نبیٔ کریم ﷺ کی عادتِ شریفہ تھی کہ باہمی مشورہ سے صحابۂ کرام کے درمیان ہر ایک کے مناسبِ حال کاموں کو تقسیم فرمادیا کرتے تھے، اور بعض کام اپنے ذمہ بھی لیتے تھے، چنانچہ مشہور ہے کہ ایک سفر میں آپ ﷺ نے لکڑیاں چننے کا کام

Scanned by CamScanner

اپنے ذمہ لیا تھا، باہمی مشاورت کے ذریعہ تقسیمِ کار میں بڑے فوائد ہیں :اِس سے کام آسان اور جلدی ہوتا ہے ،احباب خوش دلی سے کام میں لگے رہتے ہیں، سب ایک دوسرے کے معاون ہوتے ہیں، انتشار وخلفشار سے حفاظت رہتی ہے ،کام میں برکت ہوتی ہے،تبلیغی جماعت میں اس امر کا اہتمام اور اُس کے بہتر نتائج ہمارے سامنے ہیں ، اس لئے ہمیں بھی اس کو اہتمام سے اپنانے کی ضرورت ہے،اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے اور ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

ارشاد: (۱۷) ذمہ دارانِ مدارس کو ہر حال میں شریعت پر عمل کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے ، کیونکہ ذمہ داران کے عمل کا اثر ماتحتوں پر یقیناً پڑتا ہے،جب مدرسین وملازمین یہ دیکھیں گے کہ ہمارے ذمہ داران احکامِ شرع کی پابندی کرتے ہیں،تو ان کے دلوں میں بھی شریعت پر عمل کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا ،دنیا کا دستور ہے کہ چھوٹے بڑوں کو دیکھ کر اپنی زندگی کا رخ طے کرتے ہیں،اس لئے بڑوں کو دیکھ بھال کر صحیح دینی زندگی اختیار کرنا ،اور ہمیشہ شریعت پر عمل کا بہت اہتمام کرنا چاہئے ،اِس کا ماحول پر اچھا اثر پڑے گا ،اور قدم قدم پر رحمتِ خداوندی شاملِ حال رہے گی ،اربابِ مدارس کو یہ بھی چاہئے کہ مدرسین وملازمین پر کوئی قانون لاگو کرنے میں مسائلِ شرع کا پورا خیال کریں،اگر وہ قانون ،مزاج شریعت کے موافق ہے تو لاگو کریں ورنہ نہیں،مسائل معلوم نہ ہوں تو اہل علم سے معلوم کرلیں پھر عمل کریں، کیونکہ مدارسِ اسلامیہ حفاظتِ دین کے قلعے ہیں،اگر یہیں خلافِ شرع کام ہوں گے،تو پھر

Scanned by CamScanner

دین اور کہاں محفوظ رہے گا، اور ظاہر ہے کہ یہ کس قدر خسارے کی بات ہے۔ (اللّٰھم احفظنامنہ)

ارشاد: (١٨) ذمہ دارانِ مدارس اساتذۂ کرام کی باہمی رنجشوں اور نزاعی معاملات کے سلسلہ میں پہلے فریقین کی بات دونوں کی موجودگی میں بغور سنیں، صحیح وغلط جاننے کی کوشش کریں، پھر اُن نزاعات کو ہمیشہ شریعت کی روشنی میں حل کرنے کی فکر کریں، اس سلسلے میں ذمہ داران کسی کی طرف داری ہرگز نہ کریں، بلکہ اصول شرع کی روشنی میں حق اور صحیح فیصلہ کرنے کی پوری پوری کوشش کریں، ہر دم ادارے کے فلاح و بہبود اور ترقی پر نگاہ رکھیں، کیونکہ ذمہ دار سب کا ہوتا ہے، اور سب کارندے اُس کے ہوتے ہیں، اُنہیں سب کا خیر خواہ ہونا چاہئے، کسی کا فریق نہیں، اِس طرزِ عمل سے ان شاء اللہ تمام کام کرنے والوں کے دلوں میں ذمہ داروں کی وقعت رہے گی، اور پورا عملہ دل جمعی وتندہی سے کام کرے گا، اور یاد رکھیں غلط فیصلہ کرنے سے (طبیعت ومزاج میں) بے اعتدالی آجاتی ہے، اِس سے خرابی پیدا ہوتی ہے، اسی طرح اساتذہ اور ملازمین کو بھی یہاں یہ خیال رکھنا چاہئے کہ ذمہ داران بھی انسان ہی ہیں، ہماری طرح اُن سے بھی غلطی ہوسکتی ہے، اس لئے فیصلہ کرنے میں اگر اُن سے کوئی بھول چوک ہو جائے، اور کوئی غلط فیصلہ لے لیں، تو جن کے حق میں فیصلہ ہوا ہے، وہ اُس فیصلے کو اپنے لئے حلال نہ سمجھیں، اور اُس فیصلے پر خوش ہونے کے بجائے آخرت کی جواب دہی کا احساس کرتے ہوئے اپنی غلطی تسلیم کرلیں، کیونکہ وہ علیم وخبیر ذات خوب واقف ہے کہ کیا صحیح اور کیا غلط ہے، اُس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے، صحیح

Scanned by CamScanner

مسلم شریف میں حدیث ہے:

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِنَّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَیَّ وَلَعَلَّ بَعْضَکُمْ اَنْ یَّکُوْنَ اَلْحَنَ بِحُجَّتِہٖ مِنْ بَعْضٍ، فَاَقْضِیْ لَہٗ عَلٰی نَحْوِ مَا اَسْمَعُ مِنْہُ فَمَنْ قَطَعْتُ لَہٗ مِنْ حَقِّ اَخِیْہِ شَیْئًا فَلَا یَأْخُذْہُ، فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَہٗ بِہٖ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ ، وَفِیْ رِوَایَةٍ عَنْھَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمِعَ جَلَبَةَ خَصْمٍ بِبَابِ حُجْرَتِہٖ فَخَرَجَ اِلَیْھِمْ، فَقَالَ: اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَاِنَّہٗ یَاْتِیْنِی الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضَھُمْ اَنْ یَّکُوْنَ اَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَاَحْسِبُ اَنَّہٗ صَادِقٌ فَاَقْضِیْ لَہٗ ، فَمَنْ قَضَیْتُ لَہٗ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَاِنَّمَا ھِیَ قِطْعَةٌ مِّنَ النَّارِ فَلْیَحْمِلْھَا اَوْ یَذَرْھَا. (صحیح مسلم رشیدیہ: ۲/۴۷، رقم الحدیث: ۱۷۱۳)

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں: کہ حضور اقدس ﷺ نے (ایک موقع پر) ارشاد فرمایا: کہ تم لوگ میرے پاس اپنا مقدمہ لے کر آتے ہو، اور ہوسکتا ہے کہ ایک شخص دوسرے سے زیادہ چرب زبان ہو، اور میں اُس کی بات سن کر (ظاہر شرع کے ضابطہ سے) دوسرے کی چیز کا فیصلہ اُسکے حق میں کردوں (جبکہ حقیقت اس کے خلاف ہو) تو جس کے حق میں اُس کے بھائی کے حق کا فیصلہ کردوں وہ نہ لے، کیونکہ میں (اِس صورت میں گویا) اُس کو جہنم کا ٹکڑا کاٹ کر دے رہا ہوں، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی دوسری روایت میں آیا ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے اپنے کمرے کے دروازے پر کچھ لوگوں کے جھگڑنے کا شور سنا، تو آپ ﷺ باہر تشریف لائے، اور اُن لوگوں سے ارشاد فرمایا: حقیقت یہ ہے کہ میں بھی انسان ہی ہوں (تمہاری پوشیدہ چیزوں کی ۔ جب تک اللہ نہ بتائے ۔ مجھے

Scanned by CamScanner

خبرنہیں ہوتی)لوگ میرے پاس اپنا جھگڑا لے کر آتے ہیں ،اور ہوسکتا ہے کہ ایک شخص اپنی بات میرے سامنے دوسرے فریق کی بہ نسبت زیادہ بلیغ انداز میں پیش کرے اور میں اُسے سچا سمجھ کر(ظاہر شرع کے رو سے کہ مدعی ہونے کی صورت میں وہ شخص دو ایسے گواہ پیش کردے جو عادل معلوم ہوتے ہوں ، یا مدعی کوئی اور ہو ،اور اُس کے پاس دو گواہ نہ ہونے کی وجہ سے یہ شخص قسم کھالے ،اور میں حدیث ((اَلْبَیِّـنَةُ عَلَی الْمُدَّعِیْ وَالْیَمِیْنُ عَلٰی مَنْ اَنْکَرَ)) کے مطابق)اُس کے حق میں فیصلہ کردوں (جبکہ حقیقت میں دونوں گواہ جھوٹے ہوں ، یا مدعیٰ علیہ نے جھوٹی قسم کھائی ہو ،اور صاحب حق کو گواہ اور قسم کے جھوٹ کا علم بھی ہو)تو جس کے لئے میں دوسرے مسلمان کے حق کا فیصلہ کروں (اُسے دھیان میں رکھنا چاہئے کہ)وہ اُس کے لئے جہنم کا ٹکڑا ہے ،اب وہ چاہے تو جہنم کے اُس ٹکڑے کو اپنے ساتھ لے جائے یا چھوڑ دے (امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کہ یہ آخری جملہ سخت ڈانٹ اور دھمکی ہے ،جس کا حاصل یہ ہے کہ جس کے حق میں دوسرے کی کسی چیز کا فیصلہ ہوا ہے وہ اگر سچ مچ اُس کا حقدار نہیں ہے تو ہرگز اُس کو قبول نہ کرے ، بلکہ حقدار کے حوالے کردے ،ورنہ پھر جہنم میں جانا پڑے گا ،اور ظاہر ہے کہ ایمان والا یہ کیسے گوارا کرسکتا ہے؟)

ارشاد: (۱۹) اپنے قصور کے اعتراف کا مزاج بنانا چاہیے ،اِسی میں ہماری ترقی ہے ،ہم سے کسی طرح کا قصور سرزد ہوجائے ، یا ہمارے اندر کسی قسم کا عیب ہو ،اور کوئی شخص ہمیں متنبہ کرے ،تو اُسے محسن و خیر خواہ سمجھتے ہوئے اپنا قصور تسلیم کرلیں ،اِس میں اپنی سُبکی محسوس نہ کریں ،صحابۂ کرام کا یہی مزاج تھا کہ وہ حضرات اپنے قصور یا عیب کی اطلاع دینے والوں کا شکرگزار ہوتے ،اور خوش ہو کر اُنہیں دعائیں دیا کرتے تھے ،،علامہ ابن

Scanned by CamScanner

الجوزیؒ نے ابو اسحاق فزاریؒ کے حوالے سے حضرت فاروق اعظمؓ کا مشہور مقولہ نقل کیا ہے: کہ حضرت عمرؓ فرماتے تھے: ((اِنَّ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیَّ مَنْ اَھْدٰی اِلَیَّ عُیُوْبِیْ)) (مناقب عمر لابن الجوزی: ۱۵۳) کہ میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے، جو میرے عیوب مجھے بتائے۔

عبدالجبار بن عبدالواحد التنوخی فرماتے ہیں کہ: ایک دن حضرت عمرؓ نے برسرممبر اعلان کیا: کہ میں تم لوگوں سے اللہ کی قسم دیکر کہتا ہوں، کہ جس کو میرا کوئی عیب معلوم ہو، وہ مجھے ضرور بتائے! اِس پر ایک شخص نے کھڑے ہوکر کہا: امیر المؤمنین! آپ میں دو عیب ہیں: آپ دو چادر زیب تن کرتے اور کھانے میں دو سالن استعمال کرتے ہیں، جبکہ لوگ اِس کی وسعت نہیں رکھتے، راوی کہتے ہیں: کہ (حضرت عمرؓ نے اپنا یہ عیب تسلیم کیا) اور پھر زندگی بھر دو چادر اور دو سالن استعمال نہیں کیا، (اللہ اکبر! کیا ٹھکانا ہے عمر فاروق کی بے نفسی کا) تواضع وعبدیت کا تقاضہ بھی یہی ہے: کہ آدمی اپنے قصور کا اعتراف کرلے، اِس سے اللہ کے یہاں رفعت وبلندی نصیب ہوتی ہے، حدیث پاک میں ہے: ((وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰہِ اِلَّا رَفَعَہُ اللّٰہُ)) (ترمذی رشیدیہ عن ابی ہریرہ: ۲/۲۴ رقم: ۲۰۲۹) کہ جو شخص محض رضاء الٰہی کے لئے خاکساری اختیار کرتا ہے، حق تعالیٰ شانہٗ اُس کو سر بلندی ضرور عطا فرماتے ہیں، ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ممبر پر سے فرمایا: لوگو! تواضع اختیار کرو! کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ((مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ فَھُوَ فِیْ نَفْسِہٖ صَغِیْرٌ وَفِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ عَظِیْمٌ)) (شعب الایمان: ۶/۲۷۶ رقم: ۸۱۴۰) کہ جو شخص اللہ کو خوش کرنے کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اُسے سربلند فرماتے

ہیں، چنانچہ وہ اپنی نگاہ میں چھوٹا اور لوگوں کی نگاہ میں بڑا ہوتا ہے۔

ارشاد (۲۰) ہمیں کسی کو اپنا بڑا بنا کر (خواہ وہ استاذ ہو یا شیخ) زندگی گزارنے کی فکر کرنی چاہئے، جن سے معمولات کی ترتیب اور اپنی اصلاح وتربیت کے بارے میں مشورہ کرتے رہیں، اور کامل اطاعت کے ساتھ اُن کے مشورہ پر عمل کرنے کا اہتمام کرتے رہیں، اِن شاء اللہ زندگی صلاح وتقویٰ کے سانچے میں ڈھلتی رہے گی، اور ایک دن وصول الی اللہ کی دولت سے مالا مال ہو جائیں گے۔

ارشاد (۲۱) جہاں تک ہو سکے طلبہ سے خدمت کم سے کم لی جائے، جو کام خود سے کر سکتے ہیں، حتی الامکان اُن کاموں میں خدمت لینے سے گریز کیا جائے، کیونکہ طلبہ مختلف اغراض لیکر خدمت کے لئے آتے ہیں، ہر طالب علم صالح مزاج نہیں ہوتا، کوئی خدمت کی صحیح نیت لے کر آتا ہے، کوئی مختلف قسم کے فاسد اور گندے مقاصد لے کر آتا ہے، اور اِدھر کی بات اُدھر کرتا ہے، جس سے بعض مرتبہ فتنہ وفساد کا بڑا دروازہ کھلتا ہے، اور مدارس کا اچھا خاصا سکون ووقار والا سنجیدہ ماحول درہم برہم ہو کر رہ جاتا ہے، اور برسوں میں بھی اُس کی تلافی نہیں ہو پاتی، حق تعالیٰ شانہٗ ہم سب کو صحیح عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العلمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

تلخیص وترتیب: محمد شوکت علی بھاگلپوری

گناہ چھوڑنے پر آمدہ کرنے والا ایک نسخۂ کیمیا

علامہ ابن قُدامہ مَقدِسیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ: ایک شخص حضرت ابراہیمؒ بن ادہم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور کہنے لگا: اے ابو اسحاق (طرح طرح کے گناہ کر کے) میں نے

Scanned by CamScanner

اپنے اوپر بڑی زیادتی کی ہے، دل ہر وقت بے چین رہتا ہے، کوئی ایسی ترکیب بتائیے کہ میرے گناہ چھوٹ جائیں، اور قلب کی بے چینی دور ہو جائے، حضرت ابراہیمؒ بن ادہم نے فرمایا کہ: اگر تم میری پانچ باتوں پر عمل کرلو، تو گناہوں کے نقصان سے محفوظ رہو اور لذتِ معصیت تم کو ہلاک نہ کرے، اُس شخص نے کہا: بتائیے! (ضرور عمل کروں گا) حضرت ابراہیمؒ نے فرمایا:

(۱) پہلی بات تو یہ ہے کہ: جب تم اللہ کی نافرمانی کا ارادہ کرو تو اُس کی روزی مت کھاؤ! اُس نے کہا: زمین کی ساری چیزیں اُسی کی ہیں، اُس کی روزی نہ کھاؤں تو کہاں سے گزارا کروں گا؟ حضرت نے فرمایا: میاں تم ہی بتاؤ! کیا یہ اچھی بات ہے کہ اُسی کی روزی کھاؤ اور اُسی کی نافرمانی کرو؟ اُس نے کہا: نہیں! یہ تو ٹھیک نہیں، اچھا! دوسری بات بتائیے!

(۲) فرمایا: جب تم اللہ کی نافرمانی کا ارادہ کرو: تو اُس کی دھرتی سے نکل کر کہیں اور چلے جاؤ! اُس نے کہا: حضرت یہ تو پہلی بات سے بھی زیادہ مشکل ہے! جب پوری کائنات اُسی کی ہے تو اُس کی دھرتی چھوڑ کر کہاں جائیں گے؟ فرمایا: میاں! تمہی بتاؤ! کیا یہ اچھی بات ہے کہ اُسی کی روزی کھاؤ، اُسی کی دھرتی پر رہو، پھر بھی اسی کی نافرمانی کرو؟ اُس نے کہا: نہیں یہ تو ٹھیک نہیں! اچھا تیسری بات بتائیے!

(۳) فرمایا: کہ تم اللہ کی روزی کھاتے ہو، اُسی کی دھرتی پر رہتے ہو، تو کم سے کم اتنا تو کرو کہ گناہ کے وقت ایسی جگہ تلاش کرلو جہاں حق تعالیٰ شانہٗ تم کو نہ دیکھ سکیں! اُس نے کہا: اے ابراہیم! اُس علیم و بصیر ذات سے کوئی جگہ پوشیدہ نہیں ہے، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ مجھے گناہ کرتے وقت وہ نہ دیکھے؟ حضرت نے فرمایا: میاں! تم خود ہی سوچو! کیا یہ

اچھی بات ہے کہ اُسی کی روزی کھاؤ، اُسی کی دھرتی پر رہو، اور وہ ذات تمہیں اور تمہاری دلیری کو ہمہ وقت ہر جگہ دیکھ رہی ہو، پھر بھی تم اُس کی نافرمانی کرو؟ اُس نے کہا: نہیں یہ تو ٹھیک نہیں! اچھا چوتھی بات بتائیے!

(۴) فرمایا: جب ملک الموت تمہاری روح قبض کرنے آئے تو اُس سے کہنا: کہ مجھے تھوڑی دیر کی مہلت دیدو! تاکہ میں سچی پکی توبہ کرلوں، اور بارگاہِ الٰہی میں پیش کرنے کے لئے کچھ اچھے اعمال کرلوں، اُس نے کہا: حضرت! وہ میری بات نہیں مانے گا، حضرت نے فرمایا: بھلے آدمی! جب تو اتنا عاجز ہے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کی خاطر ملک الموت سے ایک سیکنڈ کی مہلت حاصل نہیں کرسکتا، اور اُس کے آنے پر ذرہ برابر دیری کی گنجائش نہیں ہے، تو پھر تم خود ہی سوچو! کہ تمہارے چھٹکارے کی کیا شکل ہوگی؟ وہ شخص بے حد متاثر ہوا! اور کہنے لگا: اچھا پانچویں بات بتائیے!

(۵) فرمایا: جب عذاب کا فرشتہ تمہارے پاس آکر تمہیں جہنم کی طرف لے جانے لگے تو تم اُس کے ساتھ مت جانا! اُس نے کہا: وہ تو ہمیں کسی حال میں نہیں چھوڑے گا! حضرت نے فرمایا: تو تم خود ہی بتاؤ! ایسی صورت میں تمہارے چھٹکارے کی کیا شکل ہوگی؟! اُس شخص نے کہا: اے ابراہیم! بس اتنا کافی ہے، میری سمجھ میں آگیا، میں تمام گناہوں سے سچی پکی توبہ کرتا ہوں، پھر اُس کی زندگی میں ایسا انقلاب آیا کہ مرتے دم تک عبادت ہی میں لگا رہا، اور اِسی حال میں اپنے مولائے حقیقی سے جاملا۔

(کتاب التوابین لابن قدامہ المقدسی ص: ۲۸۵)

اللّٰھم اغفرلنا وللمؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات

Scanned by CamScanner

دیوبندیت کیا ہے؟

ایک مرتبہ حضرت فقیہ الامت نوراللہ مرقدہٗ نے فرمایا کہ: فرانس میں ایک شخص نے مجھ سے دریافت کیا: دیوبندی کسے کہتے ہیں؟ میں نے کہا: دیوبندی ہونے کے لئے چند چیزیں ضروری ہے: (۱) عشق الٰہی کی تپش سینے میں شعلہ زن ہو، (۲) تمام محدثات سے اجتناب، اور توحید خالص پر اعتماد ہو، (۳) نبی اکرم ﷺ کی محبّت تمام مخلوق کی محبّت پر غالب ہو، (۴) زندگی کا ہر گوشہ اتباعِ سنت سے معمور ہو، (۵) دل میں علم دین کی اشاعت کی پوری لگن ہو۔

(ملفوظ حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ)

Scanned by CamScanner